



سوال

(234) فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز باجماعت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اجتماعی طور پر ثابت ہے یا نہیں؟ اگر کسی وقت کر لی جائے اور کبھی نہ کی جائے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ کون سا طریقہ صحیح ہے۔ اگر کوئی کرنے والوں کے ساتھ دعائے کرے تو گناہ گار تو نہیں ہوگا؟ (الموطا ہر محمدی خانیوال)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نماز باجماعت کے بعد امام اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا ثابت نہیں ہے، اس بات کی صراحت حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیمؒ نے فرمایا:

"وأما الدعاء بعد السلام من الصلوة مستقبل القبلة أو لما مومنین فلم يكن ذلك من بدیه صلی اللہ علیہ وسلم اصلاً ولا روي عنه باسناد صحيح ولا حسن"

نماز کے اختتام پر سلام کے بعد قبلہ رخ ہو کر یا مقتدیوں کی طرف چہرہ کر کے دعا کرنا نبی کریم ﷺ سے اصلاً ثابت نہیں ہے۔ یہ بات کسی صحیح اور حسن سند بھی مروی نہیں ہے۔ (زاد المعاد ج 1 ص 257 طبع مؤسسة الرسالة بیروت)

جب ایک بات صراحتاً ثابت ہی نہیں ہے اور سلف صالحین سے اس پر نکیر بھی ثابت ہے تو بعض عمومی دلائل کی رو سے اس پر خواہ مخواہ زور دینا اور اجتماعی دعائے کرنے والوں پر فتویٰ لگانا انتہائی غلط اور مذموم حرکت ہے۔

بعض لوگ فرض نماز کے بعد انفرادی دعائیں رفع یدین کے بارے میں چند روایات پیش کرتے ہیں:

(1) وعن محمد بن ابی یحییٰ الاسلمی قال: رايت عبد اللہ بن الزبیر وراي رجلاً راها يديه يدعو قبل ان يفرغ من صلوته فلما فرغ منها قال: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلوته حتى يفرغ من صلوته

(تحفة الاخوان ج 1 ص 245 وجمع الزوائد ج 10 ص 169، والفظ له بحوالہ طبرانی وقال: رجاله ثقات)

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے تھے۔



تحقیق: اس روایت کی مکمل سند بمعجم للطبرانی کے مطبوعہ نسخہ سے غائب ہے لیکن حافظ ابن کثیرؒ نے اس روایت کی سند کو ہمارے لیے محفوظ کر لیا ہے۔ والحمد للہ

فرماتے ہیں: **رواہ الطبرانی عن سلیمان بن الحسن العطار عن ابی کامل الجدری عن الفضل (!) بن سلیمان عنہ بہ**

یعنی میں یہ روایت بمعجم الکبیر للطبرانی (ج 13-14 ص 324 ح 92) میں مل گئی ہے اس کا راوی الفضل بن سلیمان النمیری جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔ صحیحین میں اس کی تمام روایات شواہد ومتابعات کی وجہ سے صحیح ہیں لیکن یہ روایت شاہد یا متابع نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے السلسلۃ الضعیفہ للابانی (ج 6/56 ص 2544)

لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے میری کتاب ہدیۃ المسلمین حدیث: (22)

(2) **عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّلَاةُ ثُنَى ثُنَى، تَشْدُدُنِي كُلَّ رَكَعَتَيْنِ، وَتَخَفِّعُ، وَتَضَرِّعُ، وَتَسْكُنُ، وَتُفْنِغُ يَدَيْكَ، يَقُولُ: تَرْفَعُنِي إِلَى رَبِّكَ، مُسْتَقْبِلًا يُنْطَوِيهَا وَجْهَكَ، وَتَقُولُ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ، (سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج 1 ص 299 ح 385)**

اس کا راوی عبد اللہ بن نافع بن العیاء مہول ہے جیسا کہ تقریب التہذیب (3658) اور تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہوا ہے۔

امام بخاری نے فرمایا: "لم یصح حدیثہ" اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔ (التاریخ الکبیر 5/213)

امام ابن خزیمہ نے بھی اس روایت کے ثابت ہونے میں شک کیا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ ج 2 ص 221)

صحیح ابن حبان میں مجھے یہ روایت نہیں ملی اور نہ امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ واللہ اعلم

خلاصۃ التحقیق: یہ روایت ضعیف و مردود ہے۔

(3) **عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیه بعد ما سلم وهو مستقبل القبۃ۔۔۔ الخ**

(تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 542 تفسیر سورۃ النساء آیت: 98 بحوالہ ابن ابی حاتم و تحفۃ الاحوذی ج 1 ص 245)

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام کے بعد قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی تھی۔ اس روایت کا ایک راوی علی بن زید بن جعدان ہے جسے جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "ضعیف" (التقریب التہذیب: 4734)

صحیح مسلم میں اس کی روایت ثابت البنانی (ثقة) کی متابعت میں ہے۔ حافظ المزنی فرماتے ہیں: "روی لہ البخاری فی الادب (المفرد و غیر الصحیح) و مسلم مقرونًا بثابت البنانی والباقون" (تہذیب الکمال ج 13 ص 275)

(4) **عن الاسود العامری عن ابیہ قال: صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحر فرفع یدیه ودعا" (فتاویٰ نذیریہ ج 1 ص 566 بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)**

یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں مجھے نہیں ملی اور مجھے نہیں ملی اور نہ کسی دوسری کتاب میں سنداً و متناً ملی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ (ج 1 ص 302) میں جو روایت ہے وہ "انحر ف" پر ختم ہے۔

اس میں "ورفع یدیه" دعا کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ الفاظ کسی ناقل کا وہم ہیں جنہیں فتاویٰ نذیریہ میں سہواً نقل کر دیا گیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ انفرادی دعا بعد از فراغ نماز میں ہاتھ اٹھانے



والی روایات بھی سند ضعیف ہیں۔ یہاں بطور تنبیہ عرض ہے کہ نماز کے بعد مختلف اذکار اور دعائیں آپ ﷺ سے بطریق تواتر ثابت ہیں۔ اسی طرح دعائیں ہاتھ اٹھانا بھی متواتر ہے۔ مالک بن یسار السکونی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((اذا سلمتم اللہ فسلوه ببطون اکتھم ولا تسالوه بظہورہا))

اگر تم اللہ سے (دعا) کرو تو ہتھیلیاں اوپر کر کے یعنی سیدھے ہاتھوں سے مانگو ہتھیلیوں کی پشت اوپر کر کے نہ مانگو۔ (سنن ابی داؤد الصلوٰۃ باب الدعاء 1486، وسندہ حسن ولد شاہد عند الطبرانی وقال البیہقی فی مجمع الزوائد 10/169 ورجالہ رجال الصحیح غیر عمار بن خالد الواسطی وھو ثقہ) اس مفہوم کی دوسری روایات بھی ہیں۔

جیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((لا یجتمع لاء فیدعوا بعضهم ویؤمن البعض الا باجم اللہ))

(مسلمانوں کا) کوئی گروہ اگر جمع ہو اور بعض ان کا دعا کرے دوسرا آمین کہے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کر لیتا ہے۔ (المستدرک للحاکم ج 3 ص 347 ح 5478، مجمع الزوائد ج 10 ص 170 بحوالہ الطبرانی وھدانی فی المعجم الکبیر ج 4 ص 22، 21 ح 3536، 35، ابن عساکر 13/54)

اس روایت کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ عبد اللہ بن میرہ کی سیدنا جیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے سیدنا جیب رضی اللہ عنہ 42 ہجری میں فوت ہوئے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (1106) جبکہ عبد اللہ بن میرہ 41 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (3674)

مختصر اغرض ہے کہ فرائض و نوافل کے بعد امام اور مقتدیوں کا اجتماعی دعا کرنا ثابت نہیں ہے، ہاتھ اٹھانے کی صراحت کے ساتھ انفرادی دعا والی روایات بھی غیر ثابت ہیں مجوزین حضرات عمومی دلائل اور بعض غیر ثابت روایات سے استدلال کرتے ہیں، راجح یہی ہے کہ کبھی کبھار کسی کی درخواست پر مانگ لیں تو جائز ہے۔

یہی حکم نماز جمعہ یا جلسہ واجتماع کے بعد والی دعا کا ہے۔

دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا دو صحابیوں - سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ (الادب المفرد للبخاری باب 276 ح 609 وسندہ حسن - ہدایۃ المسلمین الرامہ الحروف 45، دوسرا نسخہ ص 58) لہذا اس عمل کو جاہلوں کا کام بتانا صحیح نہیں۔ (شہادت، جون 2000ء)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد 1 - کتاب الصلاۃ - صفحہ 463

محدث فتویٰ